

طلاق

کے احکام و مسائل

(خلع)



نکاح اور طلاق

خلع کا بیان

لغوی معنی: یہ "خلع الثوب" (کپڑے اور لباس اتارنا) سے ماخوذ ہے۔

شرعی معنی: عورت مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس دے کر اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔

خلع کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔

فَإِنْ طَبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا

ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے ذوق شوق سے کھا لو (نساء: ۴)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتَبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرَدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِلِ الْحَدِيثَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان کے دین اور اخلاق کے اوپر کی عیب نہیں لگاتی ہوں لیکن اسلام لانے کے بعد کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ لہذا اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: کیا تم ان کا باغ لوٹا سکتی ہو، اس نے کہا: ہاں، اللہ کے رسول ﷺ نے (ثابت بن قیس) سے کہا: باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔ (بخاری: خلع کا بیان)

عورت خلع کب لے سکتی ہے؟

اگر عورت اپنے شوہر کو اس کی خلقت و صورت یا اس کی سیرت و اخلاق یا دین یا عمر میں بڑا ہونے یا کمزور یا اس کی مثل کسی وجہ سے ناپسند کرتی ہو اور ڈرتی ہو کہ وہ اس کی فرمانبرداری میں اللہ کا حق ادا نہیں کر سکے گی تو اس کے لے جانے کے لیے وہ خلع لے لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ (بقرہ: ۲۲۹)

بلا وجہ عورت کا شوہر سے طلاق کا مطالبہ حرام ہے

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ ، فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ .

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

جو بھی عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(البوداد، احمد، ابن ماجہ) عن ثوبان رضي الله عنه قال الشيخ الألبانی : (صحیح) انظر حديث رقم : 2706 في صحيح الجامع

خلع فسخ ہے

طلاق کی ایک حد متعین ہے اسی طرح تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن فسخ کے بعد عورت فوری طور پر خود مختار ہو جاتی ہے اور استبراء رحم (یعنی عدت گزارنے) کے بعد وہ دوسری شادی بھی کر سکتی ہے اور اگر وہ دونوں چاہے تو دوسرا نکاح بھی کر سکتے ہیں۔

خلع میں زیادہ مال دینا یا شوہر کا زیادہ مال کا مطالبہ کرنا

خلع میں اگر عورت چاہے تو شوہر کو مہر اور کچھ زیادہ مال بطور احسان دے سکتی ہے۔

لیکن شوہر خلع کے لئے مہر سے زیادہ کا مطالبہ کرنا حرام ہے جیسا کہ جب اللہ کے رسول نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ

فَأَمْرُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدَّيْقَتَهُ وَلَا يَزْدَادُ *

وہ اس سے اپنا مال لے لے لیکن زیادہ نہ لے۔ (صحیح) (الارواء 2036، صحیح ابی داؤد: 1929) (صحیح ابن ماجہ: 1673 - (صحیح)

خلع کے احکامات

(۱) خلع کی عدت ایک حیض ہے۔ جسے عورت اپنے گھر میں گزارے گی نہ کہ شوہر کے گھر میں۔

(۲) خلع میں شوہر بیوی سے اپنا دیا ہوا مال لے سکتا ہے جبکہ طلاق میں نہیں لے سکتا۔

(۳) خلع میں کسی کو رجوع کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

(۴) خلع لیتے ہی عورت اپنے گھر چلی جائے گی اسے شوہر کے گھر میں رہنے کا اختیار نہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جائیں گے۔

(۵) خلع کے لئے حیض یا ایسے طہر کی کوئی قید نہیں جس میں انہوں نے ہمبستری کی ہو بلکہ حالت حیض ہو یا ان دونوں نے اس طہر میں ہمبستری کی ہو اس کے باوجود عورت خلع لے سکتی ہے۔

(۶) خلع کے لئے حاکم یا قاضی کی ضرورت نہیں۔

(۷) ہاں اگر عورت چاہے تو خلع سے پہلے اپنے گھر والوں کی اجازت یا مشورہ لے سکتی ہے۔

8) اگر عورت عقلمند اور سمجھ دار ہو تو والدین سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، اور اگر ناسمجھ یا کم عمر یا کم فہم و فراست کی حامل ہو تو والدین یا اپنے بھائی وغیرہ سے اجازت لے لینی چاہئے۔

خلع کیلئے حاکم یا قاضی کی ضرورت

خلع کیلئے حاکم یا قاضی کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اختلافات کا اندیشہ ہو تو حاکم یا قاضی کے سامنے ہی معاملہ پیش کیا جائے۔

ایلاء کا بیان

لغوی معنی

لفظ "ایلاء" آلی یولی (افعال) سے مصدر ہے جس کے معنی ہوتے ہیں قسم کھانا۔ یہ لفظ الیہ سے مشتق ہے

شرعی معنی

شوہر قسم اٹھالے کہ وہ اپنی اہلیہ سے چار ماہ یا اس سے کم مدت تک ہمبستر نہیں ہوگا۔

جواز کی دلیل:

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (2:226)

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (2:227)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھالیں ان کو چار مہینے تک انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر (اس عرصے میں قسم سے) رجوع کر لیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو بھی خدا سنتا (اور) جانتا ہے (بقرہ: ۲۲۷: ۲۲۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بعض بیویوں کے پاس ایک ماہ تک نہیں جائیں گے پھر ایک ماہ گزرنے کے بعد آپ ﷺ ان کے پاس چلے گئے۔ (بخاری: ۵۲۰۲)

کتنی مدت تک ایلاء درست ہے؟

زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک شوہر بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا سکتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ آیت سے واضح ہے۔ اور کم کی کوئی قید نہیں۔

چار ماہ سے زائد ہو جائے اور شوہر بیوی کے پاس نہ جائے یا چار ماہ سے زائد کی قسم کھالے تو؟

اگر کوئی ایلاء کرے اور چار ماہ گزر جائے پھر بھی وہ اپنی بیوی کے پاس نہ لوٹے تو اسے حاکم وقت کے پاس لایا جائے پھر وہ یا تو رجوع کرے یا اپنی بیوی کو آزاد کرے یعنی طلاق دے۔ یاد رہے طلاق خود بخود واقع نہیں ہوگی۔

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
كَانَ يَقُولُ فِي الْإِلَاءِ الَّذِي سَمَّى اللَّهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمَسِكَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ
يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
عَنْ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى يُطَلَّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطَلَّقَ

ابن عمر رضی اللہ عنہما ایلاء کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اللہ رب العالمین کا متعین کیا ہوا وقت مکمل ہونے کے بعد اور زیادہ بیوی سے دور رہنا کسی کے لئے درست نہیں اس کے بعد یا تو وہ اپنی بیوی کو بھلائے کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا پھر طلاق دے دے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مردی ہے کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو ایلاء کرنے والے کو حاکم وقت کے پاس لاکھڑا کیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے اور طلاق بغیر اس پر طلاق کے واقع نہیں ہوگی۔ (بخاری: ۳۸۸۱)

ثابت بن عبيد مولى لزيد بن ثابت عن اثني عشر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إِلَاءٌ لَا يَكُونُ طَلَاقًا حَتَّى يُوقَفَ"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ثابت بن عبید بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں کہ ایلاء اس وقت تک طلاق نہیں ہوتا جب تک کہ اس شخص کو ٹھہرایا نہ جائے۔ (وخرجہ الدارقطنی (451) وعنه البیهقی (377/7) (ارواء الغلیل: ۲۰۸۵)

ایلاء کے چند احکامات

ایلاء غصہ کی حالت میں بھی منعقد ہو جاتا ہے۔

ایلاء کے لئے حیض یا مہستری کی کوئی شرط نہیں۔

اگر کوئی ایلاء کی مدت (یعنی مدت کی وہ مقدار جس میں اس نے قسم کھایا ہو کہ وہ اتنے روز تک اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا) کے درمیان اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا چاہے تو اسے قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِهَا وَلْيُكْفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ

جو قسم کھائے پھر اس کے علاوہ کسی اور چیز کو بہتر سمجھے تو وہ اسے کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔ (مسلم: ۴۲۷۱)

ظہار کا بیان

ظہار: باب "ظاہر یظاہر" سے مشتق ہے جس کے معنی ہوتے ہیں مدد کرنا۔ القاموس المحیط میں ظہار کے معنی یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کہے: انت علی کظہرامی "تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔" (القاموس المحیط: ۳۹۲)

پیٹھ کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہی اغلباً جائے سواری ہے اور بیوی کو اس کے ساتھ مشابہت اس لئے دی گئی ہے کیونکہ وہ مرد کی سواری ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۶۲)

الفاظ ظہار

یا تو صریحاً ہوں گے: مثلاً "انت علی کظہرامی" یا "فرجک علی کظہرامی" یا بطنک علی کظہرامی" وغیرہ، بیوی کے کسی بھی حصہ کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دے تو وہ ظہار کہلائے گا۔ البتہ ماں کے علاوہ کسی اور محرمہ سے تشبیہ سے ظہار واقع نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرآن میں صرف امہات کا ذکر ہے۔

یا کنایہ یعنی اشارہ سے: مثلاً انسان اپنی بیوی سے کہے: "انت علی مثل امی" کہ تم میرے لئے میری ماں کی مانند ہے۔ اس دواختال ہیں یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوی کی تعظیم مقصود ہو یا حرام کرنا، لہذا اس کا حکم نیت کے ساتھ ہوگا۔

کفارہ ظہار:

الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ ۖ إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ
وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ۚ ذَلِكُمْ تُوَعُّظُونَ بِهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّ ۖ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ
مِسْكِينًا ۚ ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ

جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں (ہو جاتیں)۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے۔ بے شک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے۔ (مومنو) اس (حکم) سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے خبردار ہے۔

جس کو غلام نہ ملے وہ جماعت سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے (رکھے) جس کو اس کا بھی مقدور نہ ہوا (اسے) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (چاہیے)۔ یہ (حکم) اس لئے (ہے) کہ تم خدا اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور یہ خدا کی حدیں ہیں۔ اور نہ ماننے والوں کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔ (سورہ مجادلہ: ۴: ۲)

کفارہ کی ترتیب

(۱) غلام آزاد کرنا۔ (۲) دو مہینہ مسلسل روزہ رکھنا۔ (۳) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

کفارہ کی ادائیگی سے پہلے ہم بستی کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ رب العالمین نے ہر مرتبہ "من قبل ان یتماسا" کی قید لگائی ہے۔

لعان کا بیان

لعنوی معنی: باب "لاعن یلعن" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔

لعان کی صورت: جب کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور اس کے پاس گواہ موجود نہ ہو اور اس کی بیوی انکار کرے کہ اس نے زنا نہیں کیا تو پھر یہ شخص عدالت یا حاکم وقت کے سامنے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کے جواب میں بیوی چار مرتبہ قسم کھا کر شہادت دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو تب وہ حد زنا سے بچ جاتی ہے اس کے بعد دونوں میں ہمیشہ کے لئے جدائی ڈال دی جاتی ہے۔ اسی عمل کو لعان کہتے ہیں۔ اور اس صورت میں دونوں جھوٹا ہونے کی صورت میں خود کو لعنت کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ (6) وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (7) وَيَذَرُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ (8) وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ (9) وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ (10)

جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی ذات نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچوں میں سے ہے۔

اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔

اور اس عورت سے سزا اس طرح سے دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے

اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم نہ ہوتا (تو تم پر مشقت اترتی) اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا با حکمت ہے

لعان کے احکامات

لعان کے بعد خود بخود میاں بیوی میں جدائی پیدا ہو جاتی ہے طلاق کی ضرورت نہیں

جیسا کہ دونوں میاں بیوی کے ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے شوہر کو طلاق کا حکم دیے بغیر کہا کہ:

لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا

اور اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔

(بخاری: ۴۹۰۰، کتاب الطلاق)

لعان کے بعد وہ دونوں دوبارہ کبھی شادی نہیں کر سکتے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- لِمُتْلَاعَيْنِ « حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا »

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دو لعان کرنے والوں کے متعلق فرمایا: تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔

(بخاری: ۴۹۰۰، کتاب الطلاق)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" الْمُتْلَاعَانِ إِذَا تَفَرَّقَا ، لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا "

دونوں لعان کرنے والوں میں جب جدائی ڈال دی جائے تو وہ کبھی بھی دوبارہ اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

(صحیح، السلسلة الصحيحة: ۲۴۶۵) (ابوداؤد)

لعان میں ابتداء مرد کی جانب سے ہوگی۔ کیونکہ قرآن نے پہلے مرد ہی کا ذکر کیا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ بھی یہی رہا ہے:

جیسا کہ حدیث میں ہے:

فبدا بالرجل

آپ ﷺ نے ابتداء آدمی سے کی۔

(مسلم: کتاب اللعان: ۳۸۱۹)

لعان کے بعد پیدا ہونے والے بچہ کی حقدار ماں ہوگی۔ وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور ماں بچے کے مال کی وارث ہوگی۔

ایک ضروری وضاحت

بچوں کا رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے بیوی پر زنا کی تہمت لگانا جائز نہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدٌ ، فَقَالَ : هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَأْنَهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَتْنِي ذَلِكَ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایک کالا بچہ پیدا ہوا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: اس کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے کہا: سرخ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: کیا اس میں کوئی نیلگوں مانگ بھی اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: تو یہ کہاں سے آگیا؟ اس نے کہا: ہو سکتا ہے کہ اسے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ اس نے کہا: ہو سکتا ہے کہ اسے بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ (بخاری: طلاق کا بیان: ۴۸۹۳)

عدت:

مطلقہ حائضہ کی عدت: تین حیض

مطلقہ آنسہ کی عدت (جسے حیض نہ آتا ہو): تین ماہ

خلع کی عدت: ایک مہینہ

متوفی عنہا زوجہ کی عدت: چار مہینہ دس دن

سوگ کون سی عورت منائے؟

وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو یا وہ عورت جو طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو البتہ مطلقہ بانسہ پر کوئی سوگ نہیں۔

سوگ کا معنی:

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَمَّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

وَعَشْرًا

اللہ کے رسول ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ ایسی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین رات سے زیادہ سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ وہ اس پر چار مہینہ دس دن تک سوگ منا سکتی ہے۔ (بخاری: کتاب الطلاق: ۴۹۱۸)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ

كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي بُدَّةٍ مِنْ كُسْتٍ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے روکا جاتا تھا سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینہ دس دن تک سوگ منانے کا حکم جاتا۔ اور ہمیں (اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا کہ) ہم سرمہ نہ لگائیں اور نہ عطر استعمال کریں اور نہ ہی رنگا ہوا کپڑا پہنیں سوائے رنگے ہوئے سوت کا کپڑا اور ہمیں پاکی کے وقت جب ہم حیض سے غسل کریں تو اس وقت رخصت دی گئی کہ وہ تھوڑی سی مشک کو استعمال کر لے اور ہمیں جنازے کے پیچھے چلنے سے بھی روکا جاتا تھا۔ (بخاری: ۴۹۲۳)

(ابوداؤد: ۲۳۰۲)

ابوداؤد میں ہے: وَلَا تَخْتَضِبُ : اور مہندی بھی نہ لگائے۔

(سنن نسائی: ۳۵۳۶)

اور سنن نسائی میں ہے: وَلَا تَمْتَشِطُ " اور کنگھی بھی نہ کرے۔